السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو حالت حمل میں طلاق دے ڈالی پھر چار ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا اور ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے اب دونوں میاں بیوی صلح کرنا چاہتے ہیں کیا صلح کی کوئی گنجائش موجود ہے؟ (محمد ارشد ولد احمد علی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حالت حمل میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

(انہ طلق امراتہ وہی حائض وذکر ذلک عمر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مُرْہ فلیراجعہا، ثم لیطلقہا طاہرًا أو حاملًا)

"انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا۔ عبداللہ کو حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کر لے پھر اسے (بعد از حیض) طہر میں طلاق دے یا حالت حامل میں۔ (صحیح مسلم 1/476)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں : (رواہ الجماعة الا البخاری)

(نیل الاوطار 6/221)

اسے امام بخاری کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے۔ عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

طَلاقُ عَلَى أَرْبَعَةِ وُجُوهٍ : وَجْهَانِ حَلالٌ وَوَجْهَانِ حَرامٌ : فَأَمَّا الْحَلالُ : فَأَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِماعٍ ، أَوْ يُطَلِّقَهَا حَامِلًا مُسْتَبِينًا حَمْلُهَا ، وَأَمَّا الْحَرامُ : فَأَنْ يُطَلِّقَهَا حَائِضًا ، أَوْ يُطَلِّقَهَا حِينَ يُجَامِعُهَا لا يَدْرِي أَيَشْتَمِلُ الرَّحِمُ عَلَى وَلَدٍ أَمْ لا ؟)

(دارقطنی، کتاب الطلاق 3845، بیہقی 7/325)

"طلاق کی چار صورتیں ہیں دو حلال ہیں اور دو حرام۔ جو حلال ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ اسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو دوسری یہ کہ اس وقت طلاق دے جب حمل ظاہر ہوجائے اور وہ جو حرام ہیں ایک یہ کہ حیض کی حالت میں اہلیہ کو طلاق دے دوسری یہ کہ جماع کے بعد طلاق دے اور حمل کا کچھ علم نہ ہو۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت سے معلوم ہوا کہ حاملہ عورت کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے اور یہ طلاق بدعی نہیں سنی ہے اور اس طلاق کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورۃ الطلاق میں اس کی تصریح موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأُولـٰتُ الأَحمالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعنَ حَملَهُنَّ ... ٤ ... سورة الطلاق

"اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔"

اس آیت مجیدہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حاملہ کی عدت بچہ جنم دینے تک ہے عورت خواہ مطلقہ ہو یا بیوہ۔ امام ابن کثیر اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :

"من کانت حاملا فعدتہا بوضعہ ولو کان بعد الطلاق او الموت بفواق ناقة فی قول جمہور العلماء من السلف والخلف کما ہو نص ہذہ الآیة الکریمة وکما وردت بہ السنة النبویة"

(تفسیر ابن کثیر 4/381)

"حاملہ عورت مطلقہ یا بیوہ ہو دونوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہونا ہیں خواہ یہ عمل طلاق یا خاوند کی موت کے بعد فوراً وقوع پذیر ہوجائے جمہور علماء سلف وخلف کا یہی قول ہے۔"

قرآن مجید کی نص اور سنت نبویہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت کے بچہ پیدا ہوتے ہی نکاح ختم ہوچکا ہے اور اب رجوع نہیں اگر آدمی کی طلاق پہلی یا دوسری ہے تو از سر نو نکاح ہوسکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَبَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَلا تَعضُلوهُنَّ أَن يَنكِحنَ أَزو‌ٰجَهُنَّ إِذا تَر‌ٰضَوا بَينَهُم بِالمَعروفِ... ٢٣٢ ... سورة البقرة

"جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔"

اس آیت کریمہ میں دو رجعی طلاقوں کی عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح کا حکم ذکر کیا گیا ہے یعنی اگر شوہر نے پہلی یا دوسری طلاق دی ہو اور عدت گزر چکی ہو تو دوبارہ اگر باہمی رضامندی سے اکٹھے ہونا چاہیں تو نکاح کرکے اکٹھے ہوسکتے ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں چونکہ عدت گزر چکی ہے اور طلاق دہندہ کی اگر پہلی یا دوسری طلاق ہے تو نیا نکاح کرکے اپنا گھر آباد کرسکتے ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3۔ کتاب الطلاق - صفحہ 362

محدث فتویٰ